روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 7 جنوری 2012ء 12 صفر 1433 ہجری 7 صلح 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 6

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام

ایک دفعہ ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں روک لیا۔ سخت بدزبانی کی اور جسمانی اذیت بھی پہنچائی۔ مگر رسول اللہؐ نے ہرگز کوئی جواب نہ دیا۔ ایک لونڈی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی حضرت حمزہ (جو ابھی مشرک تھے) واپس آئے تو لونڈی نے انہیں سارا قصہ سنایا وہ غصہ سے بھر گئے۔ ابوجہل کے سر پر کمان دے ماری اور کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اگر ہمت ہے تو مجھے روک کر دکھاؤ۔

(اسد الغابہ جلد2 صفحہ 46)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قوم کی راہ میں جان دینے کا حکیمانہ طریق یہی ہے کہ قوم کی بھلائی کے لئے قانون قدرت کی مفید راہوں کے موافق اپنی جان پر سختی اٹھاویں اور مناسب تدبیروں کے بجالانے سے اپنی جان ان پر فدا کردیں نہ یہ کہ قوم کو سخت بلا یا گمراہی میں دیکھ کر اور خطرناک حالت میں پاکر اپنے سر پر پتھر مار لیں یا دو تین رتی اسٹرکنیا کھا کر اس جہان سے رخصت ہو جائیں اور پھر گمان کریں کہ ہم نے اپنی اس حرکت بیجا سے قوم کو نجات دے دی ہے۔ یہ مردوں کا کام نہیں ہے۔ زنانہ خصلتیں ہیں اور بے حوصلہ لوگوں کا ہمیشہ سے یہی طریق ہے کہ مصیبت کو قابل برداشت نہ پاکر جھٹ پٹ خودکشی کی طرف دوڑتے ہیں۔ ایسی خودکشی کو بعد میں کتنی ہی تاویلیں کی جائیں۔ مگر یہ حرکت بلاشبہ عقل اور عقلمندوں کا ننگ ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا صبر اور دشمن کا مقابلہ نہ کرنا معتبر نہیں ہے۔ جس کو انتقام کا موقعہ ہی نہ ملا۔ کیونکہ کیا معلوم ہے کہ اگر وہ انتقام پر قدرت پاتا تو کیا کچھ کرتا۔ جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آوے۔ جو ایک مصیبتوں کا زمانہ اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو۔ اس وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مر جاوے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پاوے۔ اس کے اخلاق میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر کسی میدان جنگ میں حاضر نہیں ہوا۔ تو یہ بھی ثابت نہ ہوگا کہ وہ دل کا بہادر تھا یا بزدل۔ اس کے اخلاق کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ اگر وہ اپنے دشمنوں پر قدرت پاتا تو ان سے کیا سلوک بجالاتا اور اگر وہ دولت مند ہو جاتا تو اس دولت کو جمع کرتا۔ یا لوگوں کو دیتا اور اگر وہ کسی میدان جنگ میں آتا تو دُم دبا کر بھاگ جاتا یا بہادروں کی طرح ہاتھ دکھاتا۔ مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقعہ دیا۔ چنانچہ سخاوتؔ اور شجاعتؔ اور حلمؔ اور عفوؔ اور عدلؔ اپنے اپنے موقعہ پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحۂ دنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا لاحاصل ہے۔ اپنے دونوں زمانوں میں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ ذات پاک کیسی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی جامع تھی اور کوئی انسانی خُلق اخلاق فاضلہ میں سے ایسا نہیں ہے جو اس کے ظاہر ہونے کے لئے آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک موقعہ نہ دیا۔ شجاعتؔ، سخاوت، استقلالؔ، عفوؔ، حلمؔ وغیرہ وغیرہ تمام اخلاق فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہو گئے۔ کہ دنیا میں اس کی نظیر کا تلاش کرنا طلب مُحال ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جنہوں نے ظلم کو انتہا تک پہنچا دیا اور اسلام کو نابود کرنا چاہا خدا نے ان کو بھی بے سزا نہیں چھوڑا۔ کیونکہ ان کو بے سزا چھوڑنا گویا راستبازوں کو ان کے پیروں کے نیچے ہلاک کرنا تھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10 ص 449)

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن

سے رابطہ کریں

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے وقتاً فوقتاً احباب جماعت کو عطیہ چشم کی تحریک کی جاتی ہے۔ نیز وفات پانے والے آئی ڈونرز سے حاصل کردہ صحت مند کارنیا بذریعہ آپریشن موزوں نابینا افراد کو لگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایسوسی ایشن بلا تفریق مذہب و ملت ملک بھر میں بینائی کی بحالی کے سلسلے میں منفرد خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔

اگر آپ کے علم میں کسی بھی عمر کے ایسے مریض ہیں جو آنکھوں کی بیرونی جھلی کارنیا (Cornea) کی انفیکشن یا کسی اور خرابی کے نتیجے میں بینائی کی دولت سے جزوی یا کلی طور پر محروم ہیں تو وہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے مرکزی دفتر واقع نور العین میں رابطہ کریں اور اپنے کوائف کا اندراج کروالیں۔

ایسوسی ایشن کے پاس ایسے نابینا افراد کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ہوتا ہے اور باری آنے پر ان کے آپریشن کا فوری انتظام کیا جاتا ہے۔

ایڈریس: دفتر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن واقع نور العین بالمقابل فضل عمر ہسپتال ربوہ۔

دفتر میں مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

047-6212312,6215201-2

(صدر نور آئی ڈونر ایسوسی ایشن)

انٹرنیٹ پر ایک مفید میگزین ھوالشافی

ہومیو پیتھک نسخہ جات اور صحت کے حوالے سے مفید معلومات پر مشتمل ایک رسالہ ''ھوالشافی'' مکرم ڈاکٹر رانا سعید احمد خاں صاحب نے جماعت کی ہدایت کے مطابق لندن سے جاری کیا ہوا ہے۔ احباب کے استفادہ کیلئے یہ میگزین اب انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔ مندرجہ ذیل ویب سائٹ سے اس مفید عام رسالہ سے فائدہ اٹھائیں۔ www.howashafi.co.uk

مشعل راہ

ساتویں شرط بیعت اور رفقاء کے عملی نمونے

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 10راکتوبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں کہ :

’’حبی فی اللہ سید فضل شاہ صاحب لاہوری اصل سکنہ ریاست جموں نہایت صاف باطن اور محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے اور کامل اعتقاد کے نور سے منور ہیں اور مال و جان سے حاضر ہیں اور ادب اور حسن ظن جو اس راہ میں ضروریات سے ہے ایک عجیب انکسار کے ساتھ ان میں پایا جاتا ہے وہ تہ دل سے سچی اور پاک اور کامل ارادت اس عاجز سے رکھتے رہیں اور للہی تعلق اور حب میں اعلیٰ درجہ انہیں حاصل ہے اور یکرنگی اور وفاداری کی صفت ان میں صاف طور پر نمایاں ہے اور ان کے برادر حقیقی ناصر شاہ بھی اس عاجز سے تعلق بیعت رکھتے ہیں اور ان کے ماموں منشی کرم الٰہی صاحب بھی اس عاجز کے یکرنگ دوست ہیں۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 532)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’حبی فی اللہ منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے۔ (ہمارے ملکوں میں پولیس کا محکمہ بہت بدنام ہے۔ اس لحاظ سے اگر اس پس منظر میں دیکھیں تو پھر سمجھ آتی ہے)۔ کہ یہ ایک جوان صالح اخلاص سے بھرا ہوا میرے اول درجہ کے دوستوں میں سے ہے۔ ان کے چہرے پر ہی علامات غربت و بے نفسی و اخلاص ظاہر ہیں۔ کسی ابتلاء کے وقت میں نے اس دوست کو متزلزل نہیں پایا۔ اور جس روز سے ارادت کے ساتھ انہوں نے میری طرف رجوع کیا اس ارادت میں قبض اور افسردگی نہیں بلکہ روز افزوں ہے‘‘۔ یعنی ترقی کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 536)

پھر اس میں تھا کہ تکبر سے پرہیز کریں گے۔ اس بارہ میں سید محمد سرور شاہ صاحب کی مثال دیتا ہوں۔

’’باوجود علم و فضل میں بہت بلند مقام رکھنے کے اس زمانہ کے دیگر نام نہاد علماء کے برعکس آپ کی طبیعت میں سادگی اور تواضع اس قدر تھی کہ اگر کسی وقت چھوٹے بچے نے بھی آپ سے بات کرنا چاہی تو بلا جھجک آپ سے ہمکلام ہو سکتا تھا۔ آپ بڑی محبت سے اس کی بات سنتے اور تسلی بخش طریق پر اس کے سوال کا جواب دیتے۔ تو مولوی محمد حفیظ بقاپوری اپنے بچپن کا واقعہ سناتے ہیں کہ اس عاجز کے کسی قریبی رشتہ دار کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ خط کے ذریعہ ایسی اطلاع ملنے پر میں نے حضرت مولوی صاحب سے نومولود کا نام تجویز کرانے کا ارادہ کیا۔ آپ شاید (۔) اقصیٰ میں درس دینے کے لئے جا رہے تھے یا واپس تشریف لا رہے تھے۔ میں آگے بڑھا۔ اس عاجز کو اپنی طرف آتا دیکھ کر رک گئے۔ بڑی محبت سے التفات فرمایا اور میری درخواست پر نومولود کا نام تجویز فرما کر اس کے حق میں دعا فرمائی۔

(رفقاء احمد جلد پنجم حصہ سوم صفحہ 35)

پھر اس بارہ میں حضرت مولوی برہان الدین صاحب کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔ پہلے بھی مثالوں سے ظاہر ہو گیا ہے آپ میں نام و نمود اور ریاء جبر ظاہرداری وغیرہ کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر علمی گھمنڈ اور تکبر بھی ہرگز نہیں تھا باوجودیکہ بڑے عالم آدمی تھے۔ دوران قیام قادیان جب بھی کوئی کہتا، مولوی صاحب، تو فوراً روک دیتے کہ مجھے مولوی مت کہو۔ میں نے ابھی مرزا صاحب سے ابجد شروع کی ہے۔ یعنی الف ب پڑھنی شروع کی ہے۔

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ ستمبر 1977ء صفحہ 12)

پھر فروتنی اور عاجزی کا ایک اور نمونہ جو سب نمونوں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: بے نفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جب تک انسان فنافی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے تئیں کچھ سمجھنے لگتا ہے اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اس کو مانع ہو جاتی ہے۔ (یعنی حق کو پہچاننے میں روک بنتی ہے)۔ مگر یہ شخص ایسا بے نفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا مگر تب بھی کسی حقیقت حقہ کے قبول کرنے میں اس کو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی۔ اور آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی اور ہماری جماعت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جس کی پابندی اصل منشاء خدا کا ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 47)

(روزنامہ الفضل یکم جون 2004ء)

تعارف کتب

ایک عزیز کے نام خط

ازقلم: حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان

ناشر: نظارت اشاعت ربوہ

صفحات: 143

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے یہ خط مورخہ 31 مئی 1939ء کو مکمل کر کے شملہ سے اپنے ایک عزیز کو بھجوایا۔ اس زمانے میں آپ ممبر ایگزیکٹو کونسل وائسرائے ہند تھے۔ حضرت چوہدری صاحب نے احباب جماعت کو وہ راستہ بتایا جس پر چل کر انسان ایک بااخلاق اور باخدا انسان بن سکتا ہے اس لحاظ سے آپ کی یہ کاوش بہت اہم اور قابل قدر ہے۔ حضرت چوہدری صاحب کی یہ تصنیف ایک خط کی صورت میں ہے جو انہوں نے احمدیت کی آئندہ نسل کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ایک عزیز کے نام تحریر فرمایا۔ افادہ عام کے لئے اسے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ حضرت چوہدری صاحب کی تحریر میں ایک اثر ہے کیونکہ آپ کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک محبت کرنے والا دل عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے اس عزیز کا نام ظاہر نہیں فرمایا اس نام کے مخفی رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تا ہر وہ شخص جو اس کو پڑھے وہ گویا اس میں اپنے آپ کو ہی مخاطب خیال کرے اور اس کی طبیعت اس مخفی اثر کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے جو خدا کے ازلی قانون کے ماتحت ایک دل سے دوسرے دل کی طرف جاتا ہے۔

ایسا دلچسپ اور پُر معارف اور جامع نصائح پر مشتمل خط دراصل پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس تحریر میں اتنی جاذبیت اور اثر ہے کہ ایک نشست میں پڑھے بغیر چارہ نہیں۔ تاہم احباب کے استفادہ اور اس دستاویز کے تعارف کی خاطر چند حصے پیش ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب اس خط کا آغاز سلام کے بعد اس طرح فرماتے ہیں۔ جب ہم لوگ اس دنیا سے گزر جائیں گے تو ہماری ذمہ داریاں تم پر اور تم سے بھی چھوٹی عمر کے عزیزوں کے کندھوں پر ڈالی جائیں گی اور دنیا کی افتاد اور رفتار کو دیکھتے ہوئے میں اندازہ کرتا ہوں کہ تم لوگوں کی ذمہ داریاں ہماری ذمہ داریوں سے کہیں بڑھ کر ہوں گی۔ اگر تم ان ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا کرو گے تو ہماری روحیں بھی خوش ہوں گی اور آنے والی نسلیں بھی تمہیں مبارک گردانیں گی اور تمہارا نام روشن ہو گا اور زندہ رہے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تم خود خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہو گے اور اس کی رحمت میں داخل کئے جاؤ گے۔ آپ فرماتے ہیں میں تم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تم اس تحریر کو محض ایک ذہنی لطیفہ سمجھ کر نظر انداز نہ کر دینا بلکہ سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ اس پر غور کرنا اور اس کے عمل کرنے والے حصوں پر عمل کرتے چلے جانا۔ واضح ہو کہ تمام زندگی جس میں انسانی زندگی بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کا ظہور ہے مگر زندگی کے مختلف مراحل پر انسان اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کے ظہور کا مورد ہوتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

حضرت چوہدری صاحب امر الٰہی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ہر شے جو معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کی پہلی کڑی خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ یعنی اگر ہم کائنات سے متعلق کھوج لگانا شروع کر دیں کہ فلاں چیز کہاں سے پیدا ہوئی اور فلاں کہاں سے تو ہم کھوج لگاتے لگاتے ایک ایسے نقطہ پر پہنچ جائیں گے ہمیں ماننا پڑے گا کہ اس سے آگے بس امر الٰہی ہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے اپنے خط میں تفصیل سے بہتر پُرحکمت پیرائے میں خدا تعالیٰ، اس کی صفات توحید باری، قبولیت دعا الہام الٰہی، پاکیزہ زندگی، تعلق باللہ کا ذریعہ، قرآنی خصوصیت، اسوہ کامل، آنحضرت ﷺ کی سیرت کے پاکیزہ پہلو اور حضرت مسیح موعود کی بعثت وغیرہ کے عناوین باندھے ہیں۔ اپنے خط کے آخر پر آپ نے کتب برائے مطالعہ بیان فرمائی ہیں کہ ایک مومن کو کس طرح کی کتب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خوف طوالت سے ان کتب کی یہاں فہرست نہیں دی جا سکتی، اس کے لئے کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ایف شمس)

گھریلو ایکسرے آلہ

بعض اوقات پتا نہیں چلتا کہ دیوار میں کہاں تار خراب ہوئی ہے یا پائپ میں کیا شے پھنسی ہے۔ یہ مشکل حل کرنے کے لئے امریکی ادارے، ویلی ٹیکنالوجیز نے دستی مائکرو ویو کیمرا ایجاد کر لیا۔ اس کے ذریعے بآسانی دیوار پائپ یا کسی اور شے کا ایکسرے لیا جا سکتا ہے۔

(سنڈے ایکسپریس 3 جنوری 2010ء)

مکرم طارق حیات صاحب

نیوزی لینڈ کے ایک احمدی ماہر موسمیات اور ماہر ہیئت دان

پروفیسر کلیمنٹ لِنڈ لے ریگ
(Clement Lindley Wragge)

حضرت مسیح موعود سے شرف ملاقات، سوال وجواب سے تسلی پانے پر مشرف بادین حق ہوئے

(قسط دوم آخر)

پروفیسر ریگ کے خیالات میں تبدیلی

اس ملاقات کے بعد پروفیسر ریگ کے خیالات میں بھاری تبدیلی واقع ہوگئی۔ چنانچہ پہلے وہ ہمیشہ اپنے لیکچروں میں مسیح کی مصلوب تصویر پیش کر کے کہا کرتے تھے کہ یہ مسیح کی تصویر ہے جس نے تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہوکر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا مگر اب وہ صرف یہ الفاظ کہتے کہ یہ تصویر صرف عیسائیوں کے واسطے موجب خوشی ہوسکتی ہے سچی تعریف اور ستائش کے لائق وہی سب سے بڑا خدا ہے۔

پروفیسر صاحب بعد میں احمدی ہو گئے تھے اور مرتے دم تک (احمدیت) پر قائم رہے اور ان کے خطوط حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے پاس آتے رہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ:529.528)

پروفیسر ریگ صاحب کے مشہور سوالات یہ تھے:۔

(1) دنیا کب سے ہے؟ (2) گناہ کی حقیقت کیا ہے؟ (3) گناہ کا وجود ہی کیوں ہے؟ (4) کیا موت کے بعد انسان کو زندگی ملے گی؟ (5) کیا روحوں سے ملاقات ہوسکتی ہے؟ (6) خداتعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ (7) اعلیٰ طبقہ کا جانور ادنیٰ کو کیوں کھاتا ہے؟ (8) انسان کب سے ہے؟ (9) ڈارون کی تھیوری کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ (10) کیا اجرام سماوی اپنے اندر کوئی تاثیر رکھتے ہیں؟ (11) روحوں کی کتنی اقسام ہیں؟ (12) کفارہ کے عقیدہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ (13) کیا خدامحبّ ہے؟ وغیرہ

حضرت مفتی صادق صاحب نے اپنے ذاتی خطوط کے حوالہ سے پروفیسر ریگ صاحب کے دین حق کو قبول کرنے اور احمدیت کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز معروف معلوماتی ویب سائٹ Wikipedia .org پر پروفیسر ریگ صاحب کے تعارف میں ان کے احمدی ہونے کا بھی تذکرہ موجود ہے۔

پروفیسر ریگ کے احمدی ہونے کے بارہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی گواہی ''ذکر حبیب'' کے صفحہ:422 پر ان الفاظ میں درج ہے:

''اس (دوسری ملاقات) کے بعد اس نے مع اپنی میم کے کھڑے ہوکر شکریہ ادا کیا اور اس امر کا اظہار کیا کہ مجھے اپنے سوالات کا جواب کافی اور تسلی بخش ملنے سے بہت خوشی ہوئی۔ اور مجھے ہر طرح سے کامل اطمینان ہوگیا (نوٹ: پروفیسر بعد میں احمدی ہوگیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔ محمد صادق)

حضرت مفتی صاحب کے قلم سے تذکرہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی کتاب ''ذکر حبیب'' سے 1908ء میں ہونے والی ان ملاقاتوں کی کچھ اور تفصیل بھی ملتی ہے۔ مفتی صاحب بعنوان ''ایک انگریز کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ مکالمہ'' تحریر کرتے ہیں کہ

''پروفیسر کلیمنٹ ریگ ایک مشہور سیاح، ہیئت دان اور لیکچرار ہے..........اس کا اصلی وطن انگلستان میں ہے۔ آسٹریلیا میں بہت مدت تک وہ گورنمنٹ کا ملازم افسر صیغہ علم ہیئت رہا۔ سائنس کے ساتھ پروفیسر مذکور کو خاص دلچسپی ہے اور چند کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جبکہ حضرت صاحب لاہور تشریف لائے تو پروفیسر اس وقت یہیں تھا اور اس نے علم ہیئت پر ایک لیکچر ریلوے سٹیشن کے قریب دیا تھا۔ اور ساتھ ایک لینٹرین کی روشنی سے اجرام فلکی کی تصویریں دکھائی تھیں۔ یہ لیکچر میں نے بھی سنا تھا دوران لیکچر میں پروفیسر کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص اندھا دھند عیسائیت کی پیروی کرنے والا نہیں بلکہ غیر متعصب اور انصاف پسند ہے اس واسطے میں اس سے ملا اور میں نے اسے کہا۔ کہ پروفیسر تم دنیا میں گھومے۔ کیا تم نے کبھی کوئی خدا کا (برگزیدہ) بھی دیکھا؟ اور حضرت اقدس کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت اور اس کے دلائل سے اس کو خبر کی ان باتوں کو سن کر وہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں ساری دنیا کے گرد گھوما ہوں مگر خدا کا (برگزیدہ) کوئی نہیں دیکھا اور میں تو ایسے ہی آدمی کی تلاش میں ہوں اور حضرت صاحب کی ملاقات کا از حد شوق ظاہر کیا میں نے (مفتی محمد صادق) نے مکان پر آ کر حضرت صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا کہ مفتی صاحب تو انگریزوں کو ہی شکار کرتے رہتے ہیں اور اجازت دی کہ وہ آ کر ملاقات کریں چنانچہ وہ اس کی بیوی دو دفعہ حضرت صاحب کی ملاقات کے واسطے احمدیہ بلڈنگ میں آئے اور علمی سوالات کئے..........''

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب۔ صفحہ:408)

نیز لکھا کہ ''عاجز راقم کے ولایت جانے سے قبل جو اصحاب عاجز کے ذریعہ سے داخل (دین حق) ہوئے۔ ان میں ایک صاحب پروفیسر ریگ بھی تھے جن کو میں نے لاہور میں (دعوت الی اللہ) کی تھی اور حضرت مسیح موعود کی خدمت میں انہیں پیش کیا تھا۔ یہ صاحب بعد میں نیوزی لینڈ چلے گئے تھے اور وہیں انہوں نے وفات پائی۔ ان کے متعلق ایک ڈائری میں ایڈیٹر صاحب الحکم نے مفصلہ ذیل مضمون لکھا تھا جو اخبار الحکم مورخہ 6 جون 1908ء صفحہ 5 جلد 12 نمبر 37 سے نقل کیا جاتا ہے:۔

مسٹر ریگ جس کے نام نامی سے الحکم کے ناظرین کو میں قبل ازیں بذریعہ دو مضامین بطور سوال وجواب انٹروڈیوس (متعارف) کرا چکا ہوں۔ ان (پروفیسر ریگ صاحب) کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا:۔ کہ

''دیکھو وہ ہمارے پاس آیا تو آخر کچھ نہ کچھ تو تبادلہ خیالات کر ہی گیا۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 683)

اس پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب جن کو دعوت الی اللہ سلسلہ احمدیہ کی ایک قسم کی لو اور دھت لگی ہوئی ہے۔ اور بہت کم ایسے مقام ولایت میں ہوں گے جہاں کے محقق انگریزوں اور اخبارات کے ایڈیٹران وغیرہ کی اطلاع پا کر انہوں نے ان معاملات میں خط وکتابت نہ کی ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی دعوت ان کو نہ کی ہو۔

امریکہ میں ڈوئی کی حسرت ناک تباہی اور لندن کے پگٹ کی مایوسانہ نامرادی بھی حضرت مفتی صاحب ممدوح ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ انہوں نے جس طرح ڈوئی اور پگٹ کا بیڑا غرق کر دیا۔ اسی طرح کئی سعید روحوں کے واسطے باعث ہدایت بھی آپ ہوئے۔ اور آپ ہی کی سچی مخلصانہ کوششوں اور جوش دعوت حق کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریزوں اور لیڈیوں نے حضرت اقدس کی صداقت کو مان لیا اور اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کی۔ غرض مفتی صاحب موصوف کسی تعریف کے محتاج نہیں۔ ساری احمدی دنیا ان کے نام نامی سے واقف اور ان کے اخلاص اور صدق ووفا سے آگاہ ہے۔ یہ شخص جو پروفیسر ریگ کے نام نامی سے مشہور ہے۔ یہ بھی آپ ہی کی سعی اور جوش کا نتیجہ ہے۔ آپ نے آج کے تذکرہ پر حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اس کے خیالات میں حضور کی ملاقات کے بعد عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگیا ہے۔ چنانچہ:۔

پہلے وہ ہمیشہ جب اپنے لیکچروں میں اجرام سماوی وغیرہ کی تصاویر دکھاتا اور کبھی مسیح کی مصلوب تصویر پیش کیا کرتا تھا۔ تو یہ کہا کرتا تھا کہ یہ مسیح کی تصویر ہے۔ جس نے دنیا پر رحم کر کے تمام دنیا کے گناہوں کے بدلے میں ایک اپنی اکلوتی جان خدا کے حضور پیش کی اور تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہوکر دنیا پر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا۔ مگر اب جبکہ اس نے حضور سے ملاقات کی اور لیکچر دیا تو مسیح کی مصلوب تصویر دکھاتے ہوئے صرف یہ الفاظ کہے کہ یہ تصویر صرف عیسائیوں کے واسطے موجب خوشی ہوسکتی ہے۔ سچی تعریف اور ستائش کے لائق وہی سب سے بڑا خدا ہے۔ اپنے لیکچر میں بیان کیا کرتا تھا کہ نسل انسانی آہستہ آہستہ ترقی کر کے ادنیٰ حالت سے بندر اور پھر بندر سے ترقی پا کر انسان بنا۔ مگر اس دفعہ کے لیکچر میں اس نے صاف اقرار کیا کہ یہ ڈارون کا قول ہے اگرچہ اس قابل نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جاوے۔ بلکہ انسان اپنی حالت میں خود ہی ترقی کرتا ہے غرض یہ کہ اس پر بہت بڑا اثر ہوا ہے اور وہ حضور کی ملاقات کے بعد ایک نئے خیالات کا انسان بن گیا ہے۔ اور ان خیالات کو جرأت سے بیان کرتا ہے۔''

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ:406 تا408)

مورخہ 12 مئی 1908 کو بعد نماز ظہر پہلی ملاقات کے آخر پر پروفیسر ریگ کے ساتھ تشریف لائی ہوئی لیڈی نے سوال کیا کہ ''کیا یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے گزر گئے ہیں اور مر چکے ہیں ان سے باتیں ہوسکیں یا کوئی تعلق یا واسطہ ہوسکے اور ان کے صحیح حالات معلوم کرسکیں؟''

حضور نے جواب دیا اور آخر پر فرمایا کہ ''انسانی قلب بڑے بڑے عجائبات کا مرکز ہے مگر جس طرح صاف اور عمدہ پانی حاصل کرنے کے واسطے سخت سے سخت محنت اٹھا کر زمین کھودی جاتی ہے، مٹی نکالی جاتی ہے اور پھر صفائی کی جاتی ہے اسی طرح دل کے عجائباتِ قدرت سے اطلاع پانے کے واسطے بھی سخت محنت اور مجاہدات کی ضرورت ہے اصل بات یہی ہے کہ اصلیت اس

امر کی ضرور مانی جاتی ہے جس کے ہم خود گواہ ہیں اور صاحب تجربہ"۔

یہ تسلی بخش جواب سن کر عرض کیا گیا کہ "مجھے اس قسم کی ایک کمیٹی کی طرف سے بعض کاغذات آئے تھے اور میری خاص غرض آپ کے پاس حاضر ہونے کی یہی تھی کہ ان کے متعلق آپ سے دریافت کروں اور آپ کی ہدایات سنوں۔ کیا آپ مجھے اپنا کچھ وقت عزیز دے سکتے ہیں؟"

حضور نے فرمایا کہ:

"ان دنوں میں ہماری طبیعت بیمار ہے۔ ہم زیادہ محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ البتہ صحت کی حالت ہو تو ممکن ہے۔ فقط"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ:626)

دوسری ملاقات کی تفصیل میں مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

پہلی ملاقات سے پروفیسر کی اس قدر تشفی ہوئی اور اس کے سوالات پر جو جوابات حضرت نے دیئے۔ ان سے وہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے بہت الحاح کے ساتھ درخواست کی کہ اسے ایک دفعہ پھر حضرت کی ملاقات کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ حضرت کے حکم سے اس کو اجازت دی گئی کہ پیر کے دن تین بجے وہ آئے۔ ٹھیک وقت پر پروفیسر صاحب اور ان کی بیوی حضرت کی ملاقات کے واسطے آئے ان کے ساتھ ان کا چھوٹا لڑکا بھی تھا............"

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ:416)

حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ میں تذکرہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 19 مئی 2006ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"نیوزی لینڈ میں ڈاکٹر کلیمنٹ ریگ کے پوتے اور پوتی سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ ان سے رابطہ بھی اللہ کے فضل سے اتفاق سے ہو گیا۔ پہلے تو مجھے نصیر قمر صاحب نے چلنے سے پہلے لکھا تھا کہ اس طرح یہ وہاں رہتے ہیں۔ اور ان کے بارہ میں بتاتا ہوں کہ کون تھے۔ پھر نیشنل پریذیڈنٹ کو ہم نے لکھا انہوں نے انٹرنیٹ پر مختلف آرگنائزیشن سے رابطہ کر کے پتہ کروایا کیونکہ یہ ایک مشہور سائنسدان تھے۔ ان کے خاندان کا پتہ لگ گیا۔ یہ ڈاکٹر کلیمنٹ جو ہیں یہ 1908ء میں ہندوستان آئے تھے اور مختلف جگہوں پر لیکچر دیتے رہے۔ نیوزی لینڈ کے رہنے والے تھے اور آسٹرانومی کے ماہر تھے۔ لاہور میں جب انہوں نے لیکچر دیئے تو وہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے ان کا لیکچر سنا اور اس کے بعد ان سے رابطہ کیا اور حضرت مسیح موعود کے بارے میں بتایا تو ڈاکٹر کلیمنٹ نے حضرت مسیح موعود کو ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پہلے تو کہا کہ ابھی چلیں میرے ساتھ۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تو نہیں چل سکتے۔ وقت لے کے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود سے وقت لیا اور 12 مئی 1908ء کو پہلی ملاقات ہوئی اور پھر 18 مئی 1908ء کو دوسری ملاقات حضرت مسیح موعود سے وقت لے کے انہوں نے کی اور بڑی تفصیل سے مختلف موضوعات پر سوال جواب ہوئے۔ کائنات کے بارے میں، روح کے بارے میں، مذہب کے بارے میں، خدا تعالیٰ کے بارے میں۔ تو بہرحال ان سوالوں کی ایک لمبی تفصیل ہے جو ملفوظات میں بھی اور ریویو کے انگریزی حصے میں بھی چھپی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس گفتگو کے بعد حضرت مسیح موعود کو عرض کیا۔ میں تو سمجھتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے جیسا کہ عام طور سے علماء میں مانا گیا ہے مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اٹھا دیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود کا شکریہ ادا کیا اور اس گفتگو کے بعد جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ دو سٹنگز (Sittings) ہوئی تھیں ڈاکٹر صاحب کی طبیعت پر جو اس کے اثرات تھے۔ اس کا ذکر حضرت مفتی صادق صاحب نے پھر ایک اور مجلس میں حضور کی خدمت میں کیا۔ یہ 23 مئی، وفات سے چند دن قبل کا واقعہ ہے کہ اس کی طبیعت میں اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ بالکل خیالات بدل گئے ہیں۔ کہیں تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی مثالیں دیا کرتا تھا اور کفارہ کا ذکر کیا کرتا تھا مگر اب اپنے لیکچروں میں خدا کی کبریائی اور بڑائی بیان کرتا ہے۔ اور پہلے ڈارون کی تھیوری کا قائل تھا مگر اب کیفیت یہ ہے کہ "ڈارون کا قول ہے" اس طرح ذکر کر کے بات کرتا ہے۔ اور اپنے لیکچر میں یہ شروع کر دیا ہے جو حضرت مسیح موعود اس کو سمجھایا تھا کہ حقیقت میں انسان اپنی حالت میں خود ترقی کرتا ہے۔ تو یہ ڈاکٹر صاحب بعد میں حضرت مفتی صاحب سے رابطہ میں رہے گو کہ صحیح ریکارڈ نہیں ہے لیکن غالب امکان ہے کہ حضرت مسیح موعود کی صحبت کی وجہ سے ایمان لے آئے تھے اور (۔) ہو گئے تھے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو جب پتہ چلا ان سے رابطہ کیا ان کو بتایا کہ میں اس طرح آ رہا ہوں اور ملنا بھی ہے تو انہوں نے بھی ملنے کا اظہار کیا اور Reception میں آئے اور بعد میں دونوں بیٹھے بھی رہے باتیں ہوتی رہیں دونوں کافی بڑی عمر کے ہیں۔ یعنی بڑی عمر سے مراد 55-60 سال کے۔ پوتے کو زیادہ علم نہیں تھا لیکن پوتی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب مسلمان ہو گئے تھے اور ہندوستان سے واپس آنے کے بعد پہلی بیوی نے علیحدگی لے لی تھی۔ انہوں نے دوسری شادی ہندوستان میں کی تھی اور بتایا کہ ہم اس دوسری بیوی کی نسل میں سے ہیں۔ مزید میں نے استفسار کیا کاغذات کے بارے میں کہ کس طرح مسلمان ہوئے، کب بیعت کی، کس طرح کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بہت سارے کاغذات تھے لیکن آگ لگنے کی وجہ سے سارا ریکارڈ ضائع ہو گیا، کوئی خط و کتابت محفوظ نہیں ہے۔ لیکن بہرحال اس بات پر انہوں نے یقینی کہا کہ ان کی موت اسلام کی حالت میں ہوئی تھی اور وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے رہتے تھے۔ اور اس لحاظ سے قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی وجہ سے (۔) میں داخل ہوئے تھے اس لئے احمدی ہوئے ہوں گے۔ بہرحال ان کی قبر بھی وہاں قریب ہی آکلینڈ میں ایک جگہ پر ہے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو بھی لٹریچر دیا۔ نیوزی لینڈ کے پریذیڈنٹ صاحب کو بھی کہا کہ ان سے رابطہ رکھیں۔ اللہ کرے کہ ان لوگوں کے دل میں بھی حق کی پہچان کی طرف توجہ پیدا ہو جائے۔"

(خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ:252-253)

پروفیسر ریگ کی اولاد سے ملاقات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران مورخہ 6 مئی 2006ء کو ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس کے اختتام پر حضور انور کی پروفیسر ریگ کے پوتے اور پوتی سے ملاقات ہوئی۔ تفصیل اس طرح پر ہے:۔

"ان آنے والے مہمانوں میں پروفیسر Clement Lindley Wragge کا ایک پوتا Stewirt Wragge اور ایک پوتی Catherine Wragge بھی شامل تھے اور ان دونوں کو خصوصی طور پر تلاش کر کے آج کی اس تقریب کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔

پروفیسر Lindley Wragge کا تعارف یہ ہے کہ یہ غیر معمولی قابلیت اور جرأت کے انسان تھے۔ انگلستان جہاں پیدا ہوئے وہاں Law, Navigation, Meteorology میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور موسمیات اور علم ہیئت (Astronomy) کے میدانوں میں اپنا لوہا منوایا۔ آسٹریلیا میں بھی لمبا عرصہ قیام کیا وہاں آپ کو ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔

آپ ہندوستان کے سفر کے دوران قادیان بھی آئے اور 12 مئی، 18 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود سے دو بار ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور چھوٹا لڑکا بھی تھا۔ پروفیسر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود سے مختلف سوالات کئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے ان کے جوابات عطا فرمائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے ملفوظات میں ان دونوں ملاقاتوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب جوان پروفیسر صاحب کو اپنے ساتھ لائے تھے نے بھی اپنی کتاب "ذکر حبیب" میں پروفیسر Wragge کا حضرت اقدس مسیح موعود سے ملاقات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

پہلی ملاقات میں پروفیسر صاحب نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میں اور میری بیوی آپ کی ملاقات کو موجب فخر سمجھتے ہیں۔ جس کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا میں بھی آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوں۔ اس کے بعد پروفیسر صاحب اپنے مضامین اور تحقیق کے حوالہ سے مختلف سوالات عرض کرتے رہے اور حضرت اقدس مسیح موعود جوابات عطا فرماتے رہے۔

ہندوستان کے اس سفر کے بعد آپ نیوزی لینڈ چلے گئے تھے۔ بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے آپ کی خط و کتابت رہی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب پروفیسر ریگ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بعد میں احمدی ہو گیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔

گزشتہ دو تین مہینوں سے جماعت آسٹریلیا اور جماعت نیوزی لینڈ نے پروفیسر صاحب کے عزیزوں اور اولاد کو تلاش کرنے کے بارہ میں بہت تحقیق کی ہے۔ جماعت آسٹریلیا نے نیوزی لینڈ میں اس گھر کا پتہ لگا لیا جہاں پروفیسر مرحوم رہا کرتے تھے۔ پھر ان کی تصاویر بھی حاصل کر لیں۔ اس قبرستان اور قطعہ کا بھی پتہ لگا لیا جہاں یہ مدفون ہیں۔ ان معلومات کی بناء پر جماعت نیوزی لینڈ نے مزید تحقیق کی اور بالآخر 1922ء کے بعد جو پروفیسر صاحب کی وفات کا سال ہے، یعنی 84 سال بعد ان کے پوتے اور پوتی Grand Son اور Grand Daughter سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مل کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا آپ دونوں میرے دفتر آ جائیں میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں اور باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ قریباً نصف گھنٹہ تک حضور انور ان سے گفتگو فرماتے رہے اور صدر صاحب جماعت نیوزی لینڈ سے تفصیل دریافت فرمائی کہ ان کو کس طرح تلاش کیا گیا ہے۔ اس پر صدر صاحب نیوزی لینڈ نے بتایا کہ ان کے بارہ میں جماعت آسٹریلیا کی طرف سے ہونے والی تحقیق ملنے پر ہم نے یہاں پر Astronomical Society سے رابطہ کیا اور ان کے خاندان کے

بارہ میں دریافت کیا۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ آپ Birkenhead Historical Society سے رابطہ کریں۔ چنانچہ ہم نے ویب سائٹ پر اس سوسائٹی سے رابطہ کیا اور پروفیسر Wragge کے عزیزوں کے بارہ میں دریافت کیا اور اپنا تعارف کروایا کہ احمدیہ کمیونٹی نیوزی لینڈ کا صدر ہوں اور ہم پروفیسر ریگ کے عزیزوں کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس پر ان دونوں نے بذریعہ ای میل رابطہ کیا اس طرح ہمارا ان سے رابطہ قائم ہوگیا۔

حضور انور نے ان دونوں سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے دادا احمدی تھے۔ انہوں نے دین حق قبول کرلیا تھا۔ ان دونوں نے بتایا کہ ہمیں علم ہے کہ انہوں نے دین حق قبول کرلیا تھا۔ پروفیسر صاحب کی ایک بیوی انڈیا سے تھی جو ہماری دادی ہے لیکن ہم اپنی دادی سے نہیں مل سکے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے دادا کے پاس احمدیت کا لٹریچر تھا اور کچھ کتب وغیرہ تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی کتب وغیرہ میوزیم میں موجود ہیں۔ چونکہ یہ پروفیسر صاحب سائنٹسٹ تھے اس لئے ان کی کتب وغیرہ اور دیگر مسودات کو ایک میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ ان کی بعض چیزیں آگ لگ جانے کی وجہ سے ضائع بھی ہوگئی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پروفیسر صاحب کی آسٹریلین بیوی سے سات بچے ہیں۔ ہم دونوں کا باپ انڈین بیوی سے تھا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کبھی اپنے دادا کی قبر پر گئے ہیں جس پر ان کی پوتی نے بتایا کہ میں دو سال قبل گئی تھی۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے دادا نے آپ کو کبھی احمدیت کی دعوت دی۔ جس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ بہت نیک سیرت اور بالکل جدا اور مختلف آدمی تھا اور اس نے دین حق قبول کیا تھا۔

حضور انور از راہ شفقت ان سے مختلف باتیں دریافت فرماتے رہے۔ آخر پر حضور انور نے ان دونوں کو کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' ان کے نام لکھ کر اور اپنے دستخط کر کے دی اور فرمایا آپ اس کو پڑھیں آپ کو دین حق کے بارہ میں پتہ چلے گا۔ ان دونوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد کیتھرین ریگ (Catherine Wragge) حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا سے بھی ملیں۔''

(الفضل 31 مئی 2006ء صفحہ:4)

اسی طرح دورہ نیوزی لینڈ کی رپورٹنگ میں مورخہ 7 مئی 2006ء کی مصروفیات بتاتے ہوئے ''پروفیسر کلیمنٹ کی قبر پر دعا'' کے عنوان سے درج ہے کہ

''پروگرام کے مطابق ساڑھے تین بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ملک کے دارالحکومت Auckland کے بعض خوبصورت علاقوں کے وزٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ لیکن سب سے پہلے حضور انور قبرستان Pompallier تشریف لے گئے۔ جہاں پروفیسر Clement Lindley Wragge کی قبر ہے۔ پروفیسر ریگ کے بارہ میں گزشتہ رپورٹ میں ذکر گزر چکا ہے۔ مرحوم 1852ء میں پیدا ہوئے۔ مئی 1908 میں قادیان میں اپنی اہلیہ اور بیٹے کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود سے دو بار ملے۔ (یہاں سہو معلوم ہوتا ہے۔ یہ ملاقاتیں قادیان میں نہیں، بلکہ لاہور میں ہوئی تھیں) اور بعض سوالات دریافت کئے جن کے حضرت مسیح موعود نے تفصیلی جوابات دیئے۔ بعد میں نیوزی لینڈ آ گئے اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ ان کی خط و کتابت رہی اور انہوں نے قبول احمدیت کی توفیق پائی اور مرتے دم تک احمدیت پر قائم رہے اور 10 دسمبر 1922ء کو وفات پائی۔

ان کی قبر Pompallier قبرستان کے ایک حصہ Anglican قبرستان کے بلاک B کے پلاٹ نمبر 47 میں ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروفیسر مرحوم کی قبر پر دعا کی۔ احباب جماعت بھی حضور انور کے ساتھ دعا میں شامل ہوئے۔''

(الفضل یکم جون 2006 صفحہ:5)

آخر پر دعا ہے کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے سب احمدی احباب اپنے اپنے دائرہ عمل میں غیر معمولی مقام حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

مانا کہ اس زمیں کو نہ گلزار کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم

بقیہ صفحہ 6 تربیت اولاد میں والدین کا کردار

نے تمہاری قدر کو پہچانا ہے اور تمہیں اپنی محبوب ہستی قرار دیا ہے۔ پس اس عظیم الشان نعمت کی قدر کرو کہ تم خدا کی محبوب ہو اور اس کی ذمہ داری کو ادا کرو جو خدا نے تمہارے کندھوں پر ڈالی ہے۔ یہ ذمہ داری بہت بھاری ہے مگر یقین رکھو کہ اس رستہ کے ہر قدم پر خدا کا فضل اور رحمت کا سایہ تمہارے سر پر ہوگا اور اس کے مقدس رسول ﷺ اور اس کے مسیح پاک کی دعائیں تمہارے ساتھ چلیں گی۔''

(اچھی مائیں صفحہ 29 تا 30)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہترین رنگ میں اپنی اولاد کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انتخاب کلام محمد ابراہیم شاؔد

جوش جنوں نے خوار کیا در بدر مجھے
لیکن ملا ہے آ کے کہاں چارہ گر مجھے
ہر اک ہوا ہے آپ کی اُلفت کا مدعی
ملتا نہیں جہاں میں کوئی نامہ بر مجھے
یہ حال ہو گیا رہ عشق میں کہ اب
ہر ایک ہی سمجھتا ہے آشفتہ سر مجھے

عشق نے کر دیا ہے خوار مجھے
ورنہ کہتے تھے باوقار مجھے
درد فرقت سے جان لب پر ہے
اب نہیں تاب انتظار مجھے
میری جنت تری رضا میں ہے
اپنے بندوں میں کر شمار مجھے

تمہاری یاد میں ہم اشکبار رہتے ہیں
غم فراق میں سینہ فگار رہتے ہیں
نہیں کسی سے بھی آفاق میں غبار ہمیں
جہاں کے سامنے آئینہ دار رہتے ہیں
تصورات کی دنیا میں کھو گئے ہیں ہم
ترے خیال میں لیل و نہار رہتے ہیں

مجھ سے اظہارِ غم نہیں ہوتا
درد فرقت رقم نہیں ہوتا
کوئی ایسی گھڑی نہیں ہوتی
جب مجھے کوئی غم نہیں ہوتا
آدمی رنج و غم سہے نہ اگر
خوگر رنج و غم نہیں ہوتا

اعلان محبت عام تو ہے، ایقان محبت عام نہیں
فیضان محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں
وہ عاشق کیسا عاشق ہے جو رسوائی سے ڈرتا ہے
وہ کیونکر مقصد پائے گا جو الفت میں بدنام نہیں
گرداب بلا ہیں ہر جانب، طوفان حوادث برپا ہے
اب کشتی ہستی کا یارو معلوم مجھے انجام نہیں

کچھ ایسا شہ حسن سے مرعوب ہوا میں
گویا کہ شب وصل مرے ہونٹ سلے ہیں
آئی جو تری یاد مجھے صحن چمن میں
پھولوں کے تبسم سے مرے زخم چھلے ہیں
اک درد ہے اک سوز ہے اک جوش ہے دل میں
یہ میرے لئے تیری محبت کے صلے ہیں
ہوں میں بھی غلط کار، مگر رنج و مصائب
اے گردش ایام مجھے تجھ سے ملے ہیں
ہاتھ اپنا ہی کوتاہ نظر اپنی ہی محدود
پھول ان کے تجمل کے تو ہر سمت کھلے ہیں

کبھی وہ جلوہ دکھائیں تو بات بنتی ہے
نقاب رخ سے اٹھائیں تو بات بنتی ہے
ہوئی ہے عمر بسر عالم تصور میں
وہ خود شہود میں آئیں تو بات بنتی ہے
خلوص و عجز کا نذرانہ دے کے شاؔد کبھی
در حبیب پہ جائیں تو بات بنتی ہے

(یہ سب اشعار بہارِ جاوداں سے لئے گئے ہیں)

مکرم عامر شہزاد عادل صاحب

تربیت اولاد میں والدین کا کردار

تربیت اولاد ایک ایسا موضوع ہے جس پر ہر قوم ہر مذہب ہر معاشرہ اپنی عقل اور بصیرت کے مطابق زور دیتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر خاص فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک ہستی سے وابستہ کیا ہے جس کے لئے یہ تمام کائنات بنائی گئی۔ آپ ﷺ نے ایسی بہترین اور کامل تعلیم بنی نوع انسان کے لئے چھوڑی ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو نہ صرف یہ دنیا جنت نظیر بن سکتی ہے بلکہ اُخروی زندگی بھی سنور جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج کے بچے کل کے نوجوان ہیں اور کل کے نوجوان کل کی قوم ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔''

اصلاح کرنے کا بہترین زمانہ بچپن کا زمانہ ہے۔ اگر آج ہم اپنے بچوں کی تربیت اور اصلاح کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھیں کہ آئندہ قوموں کی اصلاح ہوگئی لیکن اولاد کی تربیت کی اوّلین ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے والدین پر عائد کی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی فطرت پر لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (سورۃ روم آیت 31)

جس طرح اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک اور ہر خوبی سے متصف ہے ایسا ہی اس کی طرف سے آنے والی روح بھی پاک وصاف ہوگی۔

ایک حدیث جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔'' (بخاری کتاب الجنائز)

اس حدیث کی روشنی میں تمام والدین کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں کس حد تک سنجیدہ ہیں۔

اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

''یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان پاکیزہ فطرت لے کر آتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ ماں باپ کے اثر کے ماتحت بعض بدیوں کو بھی لے کر آتا ہے اصل بات یہ ہے کہ فطرت اور میلان میں فرق ہے۔ فطرت تو وہ مادہ ہے جسے ضمیر کہتے ہیں۔ ہمیشہ پاک ہوتی ہے کبھی بد نہیں ہوتی خواہ قاتل کے ہاں بھی کوئی بچہ کیوں نہ پیدا ہو اس کی فطرت صحیح ہوگی مگر یہ کمزوری اس کے اندر رہے گی کہ اگر اس کے والدین کے خیالات گندے تھے تو ان خیالات کا اثر اگر کسی وقت اس پر پڑے تو یہ ان کو جلد قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ جیسا کہ مرضوں کا حال ہے کہ جو بیماریاں پختہ ہوتی ہیں اور جزو بدن ہو جاتی ہیں۔ ان کا اثر بچوں پر اس رنگ میں آجاتا ہے کہ ان بیماریوں کے بڑھانے والے سامان اگر پیدا ہو جائیں تو وہ اس اثر کو نسبتاً جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ یہ اثر جو ایک بچہ اپنے ماں باپ سے قبول کر لیتا ہے۔ ان خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے جو ماں باپ کے ذہنوں میں اس وقت جوش مار رہے ہوتے ہیں جب وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ گو یہ اثر نہایت ہی خفیف ہوتا ہے اور بیرونی اثرات بھی اس کو بالکل مٹا دیتے ہیں۔ مگر (دین حق) نے اس باریک اثر کو بھی نیک بنانے کا بھی انتظام کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ماں باپ کو نصیحت کی ہے کہ جس وقت وہ علیحدگی میں آپس میں ملیں تو یہ دعا پڑھ لیا کریں۔

''اے خدا! ہمیں وساوس اور گندے ارادوں سے اور ان کے محرک لوگوں سے محفوظ رکھ اور جو اولاد ہو اس کو بھی ان سے محفوظ رکھ۔''

(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ 214) (انوار العلوم جلد 8 صفحہ 252)

''پہلا دروازہ جو انسان کے اندر گناہ کا کھلتا ہے وہ ماں باپ کے ان برے خیالات کا اثر ہے جو اس کی پیدائش سے پہلے ان کے دلوں میں موجزن تھے۔ سو پہلے اس دروازہ کا بند کرنا ضروری ہے۔ ماں باپ کی جسمانی اور اخلاقی حالت کا اثر اولاد پر پڑتا ہے۔ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ بچہ والدین کے اثر کو اس وقت قبول کرتا ہے جب ہوش سنبھالتا ہے۔ مگر یہ غلط بات ہے۔ پیدائش کے وقت سے ہی یہ عمل شروع ہو جاتا ہے۔ موجودہ تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایّام رضاعت میں والدہ کی جسمانی اور اخلاقی حالت کا اثر نمایاں طور پر پڑتا ہے اور نہ صرف ایام رضاعت بلکہ اس سے بہت پہلے یعنی ایّام حمل اور جماع کے وقت جسمانی اور اخلاقی حالت کا اثر بھی بچہ قبول کرتا ہے۔ بعض محقق تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شادی سے چند سال پہلے کی حالت کا اثر بھی بچہ پر پڑ سکتا ہے۔ مگر یہ نہایت ہی مخفی ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد پر والدین کا اثر اس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب کہ اس کے متعلق والدین کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔''

(ریویو آف ریلیجنز اپریل 1979ء)

بچوں کی تربیت کا بہترین زمانہ بچپن کا زمانہ ہے۔ یعنی پیدائش کے بعد جب اس کے کانوں میں نداء دی جاتی ہے تو اس میں والدین کے لئے یہ حکم ہے کہ اب بچے کی تربیت کا زمانہ شروع ہو گیا ہے اب اس کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی نہیں کرنی ورنہ خدا کے حضور جوابدہ ٹھہرو گے۔

اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے فرماتے ہیں:

''بچوں کی تربیت کا آغاز ان کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہو جانا چاہئے اور خواہ وہ بظاہر ماں باپ کی بات سمجھیں یا نہ سمجھیں بلکہ خواہ وہ بظاہر اپنی آنکھیں اور کان استعمال کر سکیں یا نہ کر سکیں ماں باپ کو وہی سمجھنا چاہئے کہ وہ ہمارے ہر فعل کو دیکھ رہے اور ہمارے ہر فعل کو سن رہے اور ہماری ہر بات کا اثر لے رہے ہیں۔ (دین حق) نے بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں (نداء) دلا کر اسی نفسیاتی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔''

(اچھی مائیں از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 26 تا 27)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

''جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں سختی سے نماز کی طرف توجہ دلاؤ۔''

(ابوداؤد باب متی یومر الغلام بالصلوٰۃ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

ماؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی نماز کا پابند بنائیں اور نماز کی روح اور حقیقت سکھائیں۔ کیونکہ عمل کی زندگی میں نماز خالق اور مخلوق کے درمیان وہ کڑی ہے جس سے دل کا چراغ روشن رہتا ہے اور انسان گویا روحانیت کی مخفی تاروں کے ذریعہ خدا کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے جس ماں باپ نے اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنا دیا اور ان کے دل میں نماز کا شوق پیدا کر دیا اس نے ان کے دین کو ایسے کڑے کے ساتھ باندھ دیا جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ ایسے بچے خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ اور ان کی مائیں خدا کے دائمی سایہ کے نیچے عمل کے میدان میں۔ یہ بچوں کا سبق نمبر ایک ہے اور نتائج کے لحاظ سے پوری کتاب درس۔''

(اچھی مائیں از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 27، 28)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا ادب و احترام نہیں کرتا۔ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔''

(جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ)

''بچوں کو ماں باپ اور دوسرے بزرگوں کا ادب سکھایا جائے۔ خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار۔ ہمسایہ ہوں یا اجنبی، ادب (دینی) طریقت کی جان ہے اور پھر بچوں کے اندر خصوصیت سے والدین کی اطاعت اور ان کی خدمت و احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اس کی طرف غفلت برتنے کو ہمارے آقا ﷺ نے گناہ نمبر 2 شمار کیا ہے۔''

(اچھی مائیں صفحہ نمبر 28، 29)

''ہر احمدی ماں کا فرض ہے کہ بچوں میں سچ بولنے کی عادت پیدا کرے۔ صداقت نیکیوں کا منبع اور جھوٹ تمام بدیوں کا مولد ہے۔ سچ بولنے والا بچہ خدا کا پیارا اور قوم کی زینت اور خاندان کا فخر ہوتا ہے اور قول زور سے بڑھ کر اخلاق میں پستی پیدا کرنے والی اور بدی کے ناپاک انڈوں کے سینے والی کوئی چیز نہیں۔'' (اچھی مائیں صفحہ 29)

نیز فرمایا:

''تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لیں گے اور مضبوط پہلو کو نہیں لیں گے۔ نیز فرمایا......کہ خدا کا خوف کرتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کریں اور دلنشین کریں اور اپنے کردار میں ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں تاکہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور ان کی روحانی ترقی کے لئے کھاد کا کام دیں اور بنیادوں کا کام دیں جن پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔''

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 603 صفحہ 605۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1989ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے فرماتے ہیں۔:

''ماں باپ کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کے لئے خدا کے حضور خاص طور پر دعا کرتے رہیں کہ وہ انہیں نیکی کے رستہ پر قائم رکھے اور دین و دنیا میں ترقی عطا کرے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔''

مزید فرمایا: یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جو تربیت اولاد کے لئے نہایت ضروری ہیں یہ وہ بیج ہے جو احمدی ماؤں کے ہاتھوں سے ہر احمدی بچے کے دل میں بویا جانا ضروری ہے۔ پس اے احمدی ماؤ! تم پر ایک بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے تمہارے ہاتھوں میں قوم کے وہ نونہال پلتے ہیں جو آج کے بچے اور کل کے نوجوان ہیں۔ آج کے بیٹے اور کل کے باپ ہیں۔ آج کے تابع اور کل متبوع ہیں آج کے محکوم اور کل کے حاکم ہیں عنقریب ان کے ہاتھوں میں کاموں کی باگ ڈور جانے والی ہے۔ پس اپنی نازک ذمہ داری کو پہچانو اور اپنے بچوں کی زندگیوں کو ایسے قالب میں ڈھال دو کہ جب ان کا وقت آئے تو وہ آسمانِ ہدایت پر ستارے بن کر چمکیں۔ تم شاید اپنی قدر کو نہیں پہچانتی مگر تمہارے آقا اور خدا کے محبوب ﷺ

باقی صفحہ 5 پر

سعید فطرت صاحب

درخت لگانے کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہوا ہے کہیں نمک کے نہ ختم ہونے والے خزانے ہیں تو کہیں ہمارے ملک کی پیاری زمین سے گیس کے بیش قیمت ذخیرے برآمد ہو رہے ہیں عظیم پہاڑی سلسلوں کے ساتھ ساتھ وسیع و عریض رقبے پر پھیلے ہوئے صحرا عقل کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں بہترین زراعت کے ساتھ ساتھ گھنے سایہ دار جنگل اور کھیت لہلہاتے نظر آتے ہیں ان نعمتوں کو جو ہم پر اللہ تعالیٰ نے مختلف رنگوں میں نازل کی ہیں موسموں کے ساتھ بہت تعلق ہے موسموں کا آگے پیچھے آنا ادلنا بدلنا گرمی، سردی، برسات اور بہار چاروں موسم انسانیت کے لئے اپنے اندر کئی فوائد لئے ہوئے ہیں وہ ممالک جہاں نسبتاً ایک ہی موسم پورا سال رہتا ہے ایسے ممالک کے لوگوں کے لئے پاکستان کے موسم نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں عام طور پر ہمارے لوگ بہار کے موسم کو پھول پھل لانے کا موسم شمار کرتے ہیں اور برسات کو بارشوں کا موسم قرار دیا جاتا ہے بارش مولا کریم کی وہ عظیم نعمت ہے جس کے بغیر زمین پر زندگی کا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے بارش چرند پرند اور سبھی کو برابر سیراب کرتی ہے اس لئے تو اس کی ضرورت ہر موسم میں محسوس کی جاتی ہے لیکن ساون کی بارش جہاں گرمی کی شدت توڑ کر موسم میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے وہاں فضا میں ہلکی ہلکی خنکی بھی چھوڑ جاتی ہے۔ تبھی تو ایسے موسم میں اگر شدید دھوپ بھی ہو تو بھی ہلکا سا محسوس ہونے والا ہوا کا جھونکا انسان کو اس طرح چھو کر جاتا ہے کہ انسان خوش ہو جاتا ہے۔ اس موسم میں کسان کی جہاں فصل ہری بھری نظر آتی ہے وہاں اس کا چہرہ بھی شاداب اور چمکتا ہوا نظر آتا ہے جانور بھی خوش ہوتے ہیں پودے بھی خصوصاً خودرو گھاس پر عجیب مستی اور عالم شباب کا سماں نظر آتا ہے۔ اس موسم کی بارش میں اتنی برکت ہوتی ہے کہ ایک نسبتاً خشک ٹہنی جس میں زندگی کی تھوڑی سی رمق بھی موجود ہو اسے بھی اگر زمین میں گاڑ دیا جائے تو یہ موسم ختم ہوتے ہوتے ایک ننھا منا پودا اپنے سر پر اٹھائے ہوئے عجیب و غریب انداز میں کھڑی ہوتی ہے اور اگلی برسات آنے تک ہر خشک ٹہنی ایک مضبوط درخت کے تنے کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اس لئے کوشش کر کے اس موسم میں درخت لگانے کا ثواب حاصل کرنا چاہئے زمیندار لوگوں کو تو ضرور بارش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف اقسام کے پودے لگانے چاہئے۔ ہم میں سے اگر ہر کوئی ایک پودا لگائے تو جہاں ہماری زمین ہمارے لئے تازہ ماحول فراہم کر سکتی وہاں لکڑی کی بڑھتی ہوئی ضروریات بھی پوری کر سکتی ہے۔ درخت زمین کے پھیپھڑے ہیں ماحول کی خوبصورتی اور لگانے والوں کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ بظاہر تو ہر درخت ہی انسانی زندگی پر خوشگوار اثر مرتب کرتا ہے تاہم کچھ درخت انسان کے لئے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں مثلاً نیم کا درخت ہے اس کی جڑ پتے لکڑی اور چھال سبھی انسانی زندگی کے لئے بے پناہ اہمیت کے حامل ہیں۔ زمیندار لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زمین کے آخری کناروں پر یعنی تمام زمین کے گرد اس درخت کو تجارتی پیمانے پر کاشت کریں اس سے آپ کو دوسرے درختوں کی نسبت یقیناً زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی یہ لکڑی عمارتی کام کے لئے اپنا جواب نہیں رکھتی۔

نیم کا درخت دوسرے درختوں کی نسبت کچھ زیادہ دیر میں تیار ہوتا ہے اور تیار ہونے کے لئے کچھ زیادہ وقت مانگتا ہے لیکن جب بھرپور تیار ہو جاتا ہے تو اس کی قیمت اس کے اپنے وزن کے برابر کی کالی شیشم کی لکڑی سے بھی زیادہ ہوتی اور ٹاہلی کو کالی ٹاہلی ہوتے ہوئے بھی ایک وقت لگتا ہے لیکن نیم کا درخت اس وقت سے پہلے تیار ہو جاتا ہے۔

ہمارے شہروں میں جہاں مسواک کی بہت اہمیت ہے اور سارا زور ٹی وی پر مشتہر ہونے والے ٹوتھ پیسٹ کی خریداری پر لگا دیا جاتا ہے ان کو اگر مسواک کا اور خصوصاً نیم کی پکی ٹہنی کی مسواک کا احساس ہو جائے اور اس درخت کی ویلیو میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے شہروں میں رہنے والے لوگ بھی درخت لگاتے ہیں لیکن اصل مسئلہ ان لوگوں کا ہے جن کے پاس اپنا پلاٹ نہیں یا کوئی قطعہ زمین نہیں جہاں وہ کوئی پودا لگا سکیں اس سوچ سے وہ اس صدقہ جاریہ کے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں آپ کی نیت اگر خدا کی خاطر پودا لگانے کی ہے تو ساری زمین خدا کی ہے آپ نرسری سے پودا خریدیں اور اپنے کسی دوست یا عزیز کے گھر لے جائیں۔ اور کہیں بھائی آپ کی جگہ اپنی ہے مجھے چونکہ پودا لگانا ہے اس لئے آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے گھر پودا لگا دوں اس طرح آپ پودا لگا سکتے ہیں۔ اگر آپ نے پانچ پودے لگانے ہیں تو تین پودے نیم کے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ان سے حاصل کردہ لکڑی کی بنی ہوئی مصنوعات کھپرا وغیرہ لگنے سے محفوظ رہتی ہیں نیم کی لکڑی کی کھڑکی ہو دروازہ ہو یا پھر فرنیچر اسے کوئی نہ چیز لگنے کی مکمل گارنٹی دی جا سکتی ہیں نیم اگر آپ تجارتی پیمانے پر لگاتے ہیں تو اس سے آپ کے بجٹ پہ انتہائی خوشگوار اثر پڑے گا اور غیر تجارتی اکا دکا درختوں سے بھی زمین کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگا درخت آپ کا سرمایہ اور زمین کا زیور ہے انہیں ضائع نہ کیجئے اور ایک کاٹے ہوئے درخت کی جگہ دوسرا ضرور لگا دیں تا کہ اس ذخیرے میں کمی واقع نہ ہو۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

❁ مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکرم انجینئر مظفر احمد سنوری صاحب سویڈن ابن مکرم منیر احمد سنوری صاحب سیکرٹری مال حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے نکاح کا اعلان ہمراہ محترمہ لیڈی ڈاکٹر سلمیٰ نگہت صاحبہ دختر مکرم منیر احمد صاحب مرحوم واہ کینٹ مبلغ 70 ہزار SEK حق مہر پر مکرم محمد صابر شاہد صاحب مربی سلسلہ واہ کینٹ نے احمدیہ بیت الحمد واہ کینٹ میں مورخہ 24 دسمبر 2011ء کو کیا۔ مکرم مظفر احمد صاحب مکرم نور احمد سنوری صاحب سابق سیکرٹری مال قادیان کے پوتے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے اور جماعت کیلئے بھی بابرکت کرے۔ آمین

درخواست دعا

❁ مکرم میاں محمد افضل زاہد صاحب معلم سلسلہ ہانڈو گجر ضلع لاہور تحریر کرتے ہیں۔

ہمارے ایک بھائی مکرم نصیر احمد صاحب ابن مکرم سراج دین صاحب آف چک سکندر ضلع گجرات بعارضہ فالج (اردن میں) بیمار ہو گئے۔ اب واپس گھر آئے ہوئے ہیں۔ علاج جاری ہے۔ بول نہیں سکتے۔ کامل و عاجل صحت کیلئے درخواست دعا ہے۔

اسی طرح خاکسار کا بھتیجا عزیزم محمد صالح (واقف نو) متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا دمہ کے عارضہ سے بیمار ہے۔ جس سے پڑھائی بھی متاثر ہو رہی ہے۔ کامل شفایابی اور کامیابی کے بعد میدان عمل میں مقبول خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

نیز خاکسار کی بھتیجی عزیزہ غزالہ اشرف صاحبہ کا کینیڈا میں گلے کا آپریشن ہوا ہے۔ ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رہنے اور کامل صحت یابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

اسی طرح خاکسار کچھ عرصہ سے دمہ و ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے بیمار ہے۔ احباب سے کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ محترمہ جمیلہ رانا صاحبہ اہلیہ مکرم رانا مبارک احمد صاحب لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میری کزن محترمہ ناصرہ وسیم صاحبہ اہلیہ مکرم وسیم الدین خلیفہ صاحب امریکہ سے شادی پر آئی ہوئی تھیں، بخار کھانسی اور گلا شدید خراب ہونے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ محترمہ روبینہ قیصر صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا قیصر بیگ صاحب لندن حال لاہور معدہ کے خراب ہونے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔ آمین

❁ محترمہ کوثر سہیل صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سہیل مختار صاحب کی والدہ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عبدالرؤف صاحب کینیڈا کی ٹانگ کا فریکچر ہوا تھا۔ جس کا آپریشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ مکرم ملک منیر احمد صاحب اعوان کارکن دفتر منصوبہ بندی کمیٹی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خوش دامن محترمہ امۃ السلام مبارکہ صاحبہ عمر 82 سال زوجہ مکرم محمود احمد سعید صاحب حیدر آبادی گردے اور مہرے کی تکلیف کی وجہ سے علیل ہیں۔ بلڈ پریشر بھی ہے۔ مریم ہسپتال راولپنڈی میں داخل ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عاشق صاحب مرحوم لکھتی ہیں کہ میری بہو اور بھانجی مکرمہ امۃ الرفیق صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ساجد مبشر صاحب گردوں کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔ ڈائیلائیسز ہو رہے ہیں اس کے بعد کمزوری ہو جاتی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل شفا سے نوازے۔ اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

خبریں

ملکی اخبارات میں سے

لوڈشیڈنگ اور گیس کی بندش نے عوام کا جینا دوبھر کردیا ربوہ سمیت ملک کے تمام بڑے شہروں میں بدترین لوڈشیڈنگ اور گیس کی بندش جاری ہے۔ جس کے باعث مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ گیس کی بندش یا کم پریشر کی وجہ سے سکول جانے والے بچے ناشتہ کئے بغیر سکول جانے پر مجبور اور دفاتر میں کام کرنے والے پبلک ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے دربدر۔ بجلی کی آنکھ مچولی اور گیس کی بندش نے غربت میں پسی ہوئی عوام کی پریشانیوں میں مزید اضافہ کردیا ہے۔

یورپی یونین کا ایران پر نئی پابندیاں عائد کرنے پر اتفاق یورپی یونین نے ایران کی تیل برآمدات پر پابندی عائد کرنے کے حوالے سے ابتدائی سمجھوتے پر اتفاق کرلیا ہے۔ جس کے بعد عالمی منڈیوں میں خام تیل کی قیمتوں میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔

آسٹریلیا میں آگ سے تباہی آسٹریلیا میں شدید گرمی کے باعث مختلف مقامات پر جنگلات اور خشک گھاس کو لگنے والی آگ نے بڑے پیمانے پر تباہی مچادی ہے جبکہ پرتھ ائیرپورٹ کے قریب لگنے والی آگ نے 65ہیکٹر رقبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ آگ کے دھوئیں سے فضائی اور زمینی آمدورفت میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

20صومالی تارکین وطن کنٹینر میں دم گھٹنے سے ہلاک غیرقانونی طریقہ سے تنزانیہ پہنچنے والے 20صومالی تارکین وطن کنٹینر میں دم گھٹنے سے ہلاک ہو گئے۔ موروگورو ریجن کے پولیس کمانڈر نے بتایا کہ ہلاک شدگان میں 17 مرد اور 3 خواتین ہیں۔ ان تمام افراد کی موت کنٹینر میں آکسیجن ختم ہونے سے واقع ہوئی ہے۔

میکسیکو میں جیل میں قیدیوں کے درمیان جھڑپ شمالی میکسیکو کی ریاست ٹاماٹو لیپاس کی جیل میں قیدیوں کے درمیان خونریز جھڑپ ہوئی۔ جس میں قیدیوں نے چاقوؤں اور دیسی ساختہ ہتھیاروں سے ایک دوسرے پر حملے کئے جس کے نتیجے میں 31 قیدی ہلاک اور 13 قیدی شدید زخمی ہوگئے۔ الٹامیرا نامی شہر کی اس جیل میں 2ہزار قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ وہاں مقید مجرمان کی تعداد 3ہزار سے بھی زائد بتائی جاتی ہے۔

جمہوریہ کانگو میں شدت پسندوں کا حملہ

کانگوں کے مشرقی علاقے میں شدت پسند گروپ راؤنڈن ہوتو ملیشیا کی جانب سے حملے کئی برسوں سے جاری ہیں۔ تاہم اس تازہ دہشت گردی کی کارروائی میں 26/افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوگئے ہیں۔ کانگو میں نئے سال کے شروع سے ہی دہشت گردی کی کارروائیوں میں درجنوں افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

فلپائن میں لینڈ سلائیڈنگ جنوبی فلپائن میں لینڈ سلائیڈنگ کے نتیجہ میں سونے کی کان میں کام کرنے والے 25/افراد ہلاک جبکہ 100/ افراد لاپتہ ہوگئے ہیں۔ پنٹو کان اور مون کا یوشہر کے گردونواح میں ہزاروں افراد سالوں سے پہاڑوں پر غیرقانونی سونے کی معدنیات تلاش کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں مذکورہ پہاڑی علاقے غیرمستحکم اور افسوس ناک حادثوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

برازیل میں شدید بارشوں کے بعد سیلاب

برازیل کے جنوب مشرقی علاقوں میں جاری شدید بارشوں کے بعد آنے والے سیلاب نے بڑے پیمانے پر تباہی مچادی ہے۔ جس کے بعد حکام نے 50 سے زائد قصبوں میں ایمرجنسی کا اعلان کرتے ہوئے لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل ہونے کی ہدایت کر دی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں لینڈ سلائیڈنگ کے باعث کئی مکانات تباہ ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں 7/افراد ہلاک جبکہ ہزاروں بےگھر ہوگئے۔

آسٹریلیا کے پہاڑوں میں ہزاروں سال پرانی نایاب دھات کی دریافت آسٹریلیا کے پہاڑوں میں ہزاروں سال پرانی ایسی نایاب دھات دریافت کی گئی ہے جو کہ چاند پر جانے والے پہلے انسان اپنے ساتھ واپس زمین پر لے آئے تھے۔ اس قیمتی دھات کی دریافت کی وجہ سے سائنسدانوں کے لئے اس پر تحقیق کرنے کے مزید مواقع میسر آ گئے ہیں۔ آسٹریلوی سائنسدان کا کہنا ہے کہ 1.07 بلین سالہ پرانی نایاب دھات ہے جو کہ اس علاقے میں مذکورہ پہاڑوں سے بھی پرانی ہے۔

سائنسدانوں نے جسم میں درد کا سبب بننے والے جین کی شناخت کرلی

سائنسدانوں نے ایک ایسے جین کو شناخت کرلیا ہے جو جسم میں دائمی درد کا سبب بنتا ہے اور اس شناخت کے بعد اب ایسی دوائیں تیار کی جاسکیں گی جو کمر کے پرانے درد کو دور کرسکیں۔ ایک جریدے جرنل سائنس میں شائع کئے گئے اس مضمون میں یونیورسٹی آف کیمبرج کے تحقیق کاروں نے تجربہ کے دوران ایچ سی این ٹو جین کو چوہوں کی درد کی نسوں سے نکال لیا۔ اس عمل کے بعد دائمی درد ختم ہوگیا تاہم فوری درد میں آرام نہیں آیا۔ برطانیہ میں ہر سات میں سے ایک شخص دائمی درد کا شکار ہے۔ جس میں جوڑوں اور سر کے درد شامل ہیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 7۔جنوری	
طلوع فجر	5:40
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:15
غروب آفتاب	5:22

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
فینسی جیولرز
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ
اقصیٰ روڈ ربوہ

روغن زعفرانی مہرے، مُرچے، موڈھے، گٹے، گوڈے کی درد سے فوری نجات
حکیم منور احمد عزیز چک چٹھہ حافظ آباد والے
دارالفتوح شرقی ربوہ
فون 0476214029 موبائل: 03346201283

Best Return of your Money
انصاف کلاتھ ہاؤس اینڈ سلک سنٹر
گل احمد۔ الکرم۔ امپورٹڈ گرم ورائٹی دستیاب ہے۔
ریلوے روڈ ربوہ 047-6213961,0300-7711861

احمدی بھائیوں کے لئے خاص رعایت
FAJAR RENT- A CAR
121-MF زینب ٹاور لنک روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور
M.ABID BAIG
Contact No:0333-4301898

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

FR-10

مغل بینکوئیٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ حال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

ربوہ گرائمر سکول
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
دوسری برانچ کا آغاز
44/2 ناصر آباد جنوبی
پلے گروپ تا پریپ کلاس کے داخلے جاری ہیں
ضرورت سٹاف
سینئر ٹیچرز کم از کم اہلیت B.Ed. 2عدد
جونیئر ٹیچرز کم از کم اہلیت B.A 4عدد
سکول کلرک 1عدد
آیا 2عدد
گارڈ 1عدد
رابطہ کیلئے: پرنسپل
047-6215676
0315-6215676